تصریحات

اس "سیرت طیبہ نمبر" کے اکثر مقالات کا موضوع ایک ہی ہے یعنی سیرت طیبہ کا پیغام امن وعافیت" اس نمبر کی مناسبت سے ہم سمجھتے ہیں کہ "سیرت" پر مختصر مگر جامع تحریر آپ کے سامنے رکھیں۔

سیرت (ع، ج ، سیر) لفظ سیرت دراصل سَارَ یَسِیْرُ سَیْرًا وَ مَسِیْرًا سے نکلا ہے اور اس کے معنی ہیں (۱) جانا، روانہ ہونا، چلنا (۲) طریقہ و مذہب (۳) سنت، (۴) ہیئت (۵) حالت (۶) کردار (۷) کہانی (۸) پرانے لوگوں کے قصے اور واقعات کا بیان (۹) جس حالت پر انسان یا غیر انسان ہو خواہ وہ اس کی طبعی حالت ہو یا اکتسابی۔ (۹) خصوصیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی کا بیان اور بعد میں (۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کا بیان جو غیر مسلموں کے ساتھ جنگ (اور صلح) میں آپ نے روا رکھا اور آخری صورت میں آپ کے تمام حالات کا بیان بمعنی سوانح عمری = بیوگرافی۔ لیکن توسیعی صورت میں ابطال کے کارناموں کا بیان (سیرت عنتر) (رک باں) اور سیرت سیف بن ذی یزن (رک باں) اور اکابر کے حالات زندگی، (اول الذکر چند معانی کے لئے دیکھئے لسان العرب، تاج العروس اور لین LANE وغیرہ)

یہ لفظ قرآن مجید میں بھی (بمعنی ہیئت وحالت) آیا ہے سنعیدھا سیرتھا الاولی (طٰہٰ ۲۰) یعنی ہم اسے پہلی حالت پر لوٹا دیں گے، سیرت کے اصطلاحی مفہوم کے سلسلے پر (کشاف اصطلاحات الفنون ص ۶۶۳) کا بیان ہے :-

اصل میں سیر (بمعنی چلنا اور جانا) تھا اس سے طریقہ کی طرف انتقال معنی ہوا پھر شرع میں اس پر خاص معنی (طریقۃ المسلمین فی المعاملۃ مع الکافرین والباغیین وغیرہ من المستأمنین والمرتدین واھل الذمۃ، بحوالہ البرجندی و جامع الرموز) غالب ہوگئے۔ اور فتح القدیر کی رو سے کفار سے غزا کے طریقے سے مخصوص ہے اور الکفایہ کے مطابق

اس کے مخصوص معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مغازی میں طریقہ و روش ہو گئے۔ لیکن اس کے عام معنی طریقہ فی الامور اور سنت فی المعاملات بھی ہیں۔ مثلاً کہا جاتا تھا سار ابوبکر رضی اللہ عنہ لبسیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا پر چلے۔ مغازی کو سیر اس لیے کہتے ہیں کہ اول امورھا السیر إلی الغزو۔ کتاب السیر سے مراد سیر الامام و معاملة مع الغزاۃ و الانصار و الکفار۔ یعنی کتاب السیر سے مراد ہے۔ غازیوں، مددگاروں اور کافروں سے مسلمان حاکم وقت کا سلوک اور معاملات و تعلقات۔ المغرب میں آیا ہے انہا غلبت فی الشرع علی امور المغازی و ما یتعلق بہما کالمناسك علی امور الحج (المغرب کے مطابق شریعت میں عام طور پر سیرت کا اطلاق غزوات اور ان سے متعلق امور پر ہوتا ہے۔ نیز مناسک حج پر) فقہ کی اصطلاح میں اس کا مفہوم بین الاقوامی قانون ہے۔ امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کی کتاب السیر الکبیر کا یہی موضوع ہے۔ (دیکھیے شبلی کی "سیرۃ النعمان" محمد حمید اللہ کی "اسلام کا بین الاقوامی قانون")

بہرحال سیرت کے اولین اصطلاحی معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مغازی اور سوانح حیات ہیں۔ یہ خیال صحیح نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و اخلاق و عادات سے متعلق احادیث ہی کو سیرت کہتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مستند ہونے کے لحاظ سے حدیث کا درجہ بہت بلند ہے۔ سیرۃ کی روایتیں اس کے مقابلے میں کمتر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے جرح و تعدیل نے ارباب حدیث اور ارباب سیرۃ کو دو الگ (بلکہ بعض اوقات مخالف) گروہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ اصحاب سیرۃ نے اتنی احتیاط روا نہیں رکھی جو ارباب حدیث نے ملحوظ رکھی تاہم یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ سیرت کی کتابیں بالجملہ مستند نہیں۔ ان کی روایات کا خاصہ حصہ ایسا ہے جو جرح و تعدیل کے اصولوں کے مطابق درست ہے۔ سیرت کی الگ ضرورت یوں محسوس ہوئی کہ حدیث کی کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات و دیگر سوانح بکھری ہوئی صورت میں ملتے ہیں۔ ان میں تاریخی ترتیب نہیں۔ سیرت میں ایک خاص ترتیب ملحوظ ہوتی ہے۔ اس لئے یہ ایک الگ فن ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص غزوات کو مغازی کے علاوہ سیرت کہتے تھے مثلاً ابن اسحاق کی کتاب کو مغازی بھی کہا جاتا ہے اور سیرۃ بھی۔ کتب مغازی کا موضوع بھی درحقیقت اکثر

سیرت ہوتا تھا۔ آگے چل کر فقہ میں سیرت کے لفظ سے غزوات اور جہاد کے احکام مراد لیئے گئے۔ یہ خیال بھی غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کا سرمایہ تیسری صدی تک زبانی ہی محفوظ رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت سی احادیث آغاز ہی سے تحریر میں لائی گئی تھیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضؓ یا حضرت ابوہریرہ رضؓ اور حضرت انس رضؓ وغیرہ نے جو حدیثیں لکھ لی تھیں یا فرامین (ھدایات) معاھدات واحکام جو لکھ لیئے تھے۔ بنزوہ خطوط جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین وامراء کو لکھے۔ یہ سرمایہ بتدریج بڑھتا گیا اور خلافت بنوامیہ کے دورِ اول میں کتابیں لکھوائی گئیں اور بعد میں تو تصنیف و تالیف کا سلسلہ عام ہوگیا۔

لائیڈن بار اول کے مقالہ نگار G. LEVI DELLAVIDA کی یہ رائے قابلِ اعتناء نہیں کہ عربوں کے پرانے طریقہ مفاخرت کے تتبع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا فخریہ بیان ہُوا۔ اس کے برعکس سیرت نگاری کی حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید نے آپؐ کی زندگی کو قابلِ تقلید مثالی زندگی قرار دیا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۲۱) اور اسی وجہ سے امت نے آپؐ کی زندگی کے ہر گوشۂ عمل کو محفوظ کرنے کا پورا اہتمام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر واقعہ قابلِ تقلید و قابلِ فخر ہوگیا اور مغازی بھی اس ضمن میں آتے ہیں۔ مگر مغربی مصنفین اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف سپہ سالار کی حیثیت سے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ یہ اس لیئے بھی درست نہیں کہ مغازی پر سب سے آخر میں توجہ ہوئی۔ بلکہ مغازی کے اہلِ فن بقول شبلی جتنے مقبول ہوتے تھے۔ خواص میں اسی قدر کم مستند سمجھے جاتے تھے مثلاً الواقدی کہ اسے کذاب بھی کہا گیا ہے (سیرت النبی مقدمہ)

بہرحال بنوامیہ کے عہد میں اس فن نے ترقی کی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مغازی کی طرف خاص توجہ کی، ان کے حکم سے عاصم بن عمر بن قتادہ (م ۱۲۱ھ) مسجد دمشق میں مغازی و مناقب کا درس دیا کرتے تھے۔ اسی زمانے میں ابن شہاب الزہریؒ (م ۱۲۴ھ) نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی۔ ان کے زیر اثر اس فن کا ذوق عام ہوا چنانچہ کئی لوگ ایسے تھے جنھیں صاحب المغازی کہا جاتا تھا۔ ابن اسحاق (متوفی ۱۵۱ھ/۷۶۸ء) بھی الزہریؒ کے شاگرد تھے اور موسیٰ بن عقبہ الاسدی (۱۴۱ھ/۷۵۸ء) بھی ثانی الذکر نے فن مغازی میں نقد و جرح کا اصول برتا اور ابن اسحاق نے تو اتنی شہرت حاصل کی کہ انھیں امام فن مغازی کہا جانے

لگا اگرچہ امام بخاری وغیرہ نے ان سے اعتناء نہیں کیا۔ ابن اسحاق کی کتاب المغازی آج کم دستیاب ہے۔ صرف سیرۃ النبی ابن ہشام (متوفی ۲۱۸/۸۳۴ء) کی منقح اور اضافہ شدہ شکل میں موجود ہے۔ البتہ الطبری نے اپنی تاریخ اور تفسیر میں ابن اسحاق کی روایات کو بکثرت نقل کیا ہے۔ ابن ہشام کی سیرت بہت مشہور ہے۔ ابن ہشام نے سیرت سے متعلق اصطلاحات کی تشریح بھی کی ہے۔ ابن اسحاق کی کتاب سیرۃ رسول اللہ والمغازی کا مخطوطہ بروایت یونس بن بکیر (م ۱۹۹/۸۱۴ء) مکتبہ القرویین، فاس میں موجود ہے (احمد امین، ضحی الاسلام، ۲: ۳۳۳، براکلمان - تاریخ الادب العربی (تعریب)، ۳: ۱۱ تا ۱۲

سیرت ابن ہشام شاید پہلی کتاب ہے جسے مغازی کے بجائے سیرۃ کہا گیا ہے۔ وسٹنفلٹ کے مرتبہ مجموعہ مطبوعہ نسخے کے سرورق پر یہ الفاظ ملتے ہیں۔ هٰذا کتابُ سیرۃ رسول اللّٰہ ص۔ الواقدی میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے (ابن سعد، طبقات ۲/۱: ۱۸۰ من روی السیرہ) الواقدی کے شاگرد ابن سعد نے بھی استعمال کیا ہے هٰؤلاء اعلم بالسیرۃ والمغازی من غیرهم۔ (طبقات ۲/۳: ۱۵۲) علاوہ ازیں یہ لفظ اس عہد تک عام سوانح عمری کے معنوں میں بھی استعمال ہونے لگا تھا۔ چنانچہ عوانۃ الکلبی (م ۱۴۷ یا ۱۸۵ھ) یا منجاب بن الحارث التمیمی (م ۲۳۱ھ) کی ایک کتاب سیرۃ معاویہ و بنی امیہ کا ذکر الفہرست (ص ۹۱ س ۱۸) میں آیا ہے۔ براکلمان میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جیسے سیرۃ العمرین سیرۃ عمر بن عبدالعزیز، سیرت السلطان الملک الظاہر، بیبرس وغیرہ۔

الواقدی (م ۲۰۷/۸۲۳ء) کے شاگرد ابن سعد کی کتاب طبقات کی دو جلدیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں ہیں (پوری کتاب پروفیسر زخاؤ نے ۱۲ جلدوں میں لائیڈن سے شائع کی)

شبلی نے مقدمہ سیرۃ النبی (طبع ششم، ۱: ۲۸ بعد) میں علمائے سیرت کی ایک طویل فہرست دی ہے عربی میں چند اہم کتب سیرۃ کے نام درج ذیل ہیں۔

احمد بن یحییٰ البلاذری (م ۲۷۹ھ): انساب الاشراف، جلد اول؛ ابن حزم (متوفی ۴۵۶) جوامع السیرۃ؛ ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ): الدرر فی اختصار المغازی والسیر، عبدالرحمٰن السہیلی (م ۵۸۱ھ) الروض الانف (شرح سیرۃ ابن ہشام)، سلیمان بن موسیٰ الکلاعی الاندلسی (م ۶۳۴ھ) الاکتفاء فی مغازی رسول اللہ عبدالمؤمن الدمیاطی (م ۷۰۵ھ) المختصر فی سید البشر

ابن سید الناس (م ۷۳۴ھ) عیون الاثر، ابن القیم (م ۷۵۱ھ) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد،
ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) السیرۃ النبویہ (۴ مجلدات)، ابراہیم بن محمد المعروف بہ سبط ابن العجمی (م ۸۴۱ھ)
نور النبراس (شرح عیون الاثر) المقریزی (م ۸۴۵ھ) امتاع الاسماع، القسطلانی (م ۹۳۲ھ)
المواہب اللدنیہ۔ شمس الدین الشامی (م ۹۴۲ھ)، السیرۃ الشامیہ (سبیل الھدیٰ والاشاد
فی سیرۃ خیر العباد، نور الدین الحلبی (م ۱۰۴۴ھ) السیرۃ الحلبیہ (= انسان العیون)، الزرقانی
(م ۱۱۲۲ھ) شرح المواہب اللدنیہ)

اسلام کی مجموعی تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مفصل حالات کے علاوہ الگ سیرۃ پر تمام اسلامی زبانوں (عربی، فارسی، ترکی، اردو وغیرہ) میں کتابیں موجود ہیں اور مزید لکھی جا رہی ہیں یہ سلسلہ یورپ کی زبانوں میں بھی چلتا رہا (بلکہ اب تک چل رہا ہے) جس کی ابتداء سیاسی مخاصمت یا مذہبی مناظرے سے ہوئی۔ اس کے بعد تحقیق و جستجو کے نام سے آپؐ کی سوانح عمریاں لکھی جانے لگیں ..... لیکن سیاسی و دینی تعصبات ان میں بھی کارفرما ہیں۔ ایسے مصنفوں میں ولیم میور وغیرہ کے علاوہ گولستر GOLZIHR، مارگولیتھ، شپرنگر، لامنس LAMMENS اور کیتانی CAETANI بھی ہیں، خصوصاً دو موخر الذکر جن کے انتہاء پسندانہ غیر ذمہ دارانہ بیانات کا ڈی لائیڈن کے مقالہ نگار اور نولدکہ (NOLD EKE) نے بھی اعتراف کیا ہے اسی طرح جدید مصنف منٹگمری واٹ نے بھی انکی تحقیق کو تشویش کی نظر سے دیکھا ہے (دیکھیے وہی مصنف (MUHAMMAD AT MECCA) مقدمہ ص xiii۔ اس سلسلے میں شبلی نے سیرۃ النبی میں اور محمد حسین ہیکل نے حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمے میں عالمانہ تنقید کی ہے اور مستشرقین کے علاوہ ان کے اصول کار کی غلطیاں واضح کی ہیں اور سیرت نگاری کے صحیح اصولوں کی نشاندہی کر کے سیرت نگاری کے معیاری نمونے پیش کئے ہیں۔

اس موضوع پر جتنا لکھا گیا ہے، اس کی مکمل فہرست کی تدوین ہمارے لئے ممکن نہیں۔ ان کتابوں کی ایک مختصر سی فہرست کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جو مجلس اسلامیات اسلامیہ کالج (سول لائینز) لاہور کی سعی و اہتمام سے منعقد شدہ ایک نمائش (۲ تا ۹ مئی ۱۹۶۳ء) میں رکھی گئی تھی اور بعد میں یہ فہرست جون ۱۹۶۳ء میں باہتمام (حافظ احمد یار (شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی) طبع ہوئی۔ اس فہرست میں سیرت کی باضابطہ کتابوں کے علاوہ ہر قسم کا مواد سیرت و لغت جو اسلامی زبانوں میں ہے، جمع کر دیا گیا ہے اور ان یورپی تصانیف کی فہرست بھی ہے جو اس

موضوع پر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ محمد حسین ہیکل اور شبلی کی مذکورہ بالا کتابوں کے آغاز میں مراجع و مصادر کی فہرستیں موجود ہیں اور منٹگمری واٹ کے مقدمے میں بھی کچھ تذکرہ ہے۔

دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاری کا شرف حاصل کرنا ہر مسلم کی ہمیشہ سے آرزو رہی ہے اور بقول شبلی "مسلمانوں کے اس فخر کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہو سکتا کہ انھوں نے اپنے پیغمبرؐ کے حالات و واقعات کا ایک حرف اس استقصا کے ساتھ محفوظ رکھا کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھ قلمبند نہیں ہو سکے اور نہ آئندہ کیے جا سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ کیا عجیب بات ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اقوال کی تحقیق کی غرض سے آپؐ کے دیکھنے والوں اور ملنے والوں میں سے تقریباً تیرہ ہزار شخصوں کے نام اور حالات قلمبند کیے گئے۔۔۔۔۔۔

اور شپرنگر کی رائے میں، "نہ کوئی قوم دنیا میں گذری، نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال (حدیث کے راویوں کے تراجم اور چھان بین) کا سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے (مقدمہ، اصابہ) ۔۔۔۔ یہ ساری کاوشیں اس لئے ہوئیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح ترین اور مستند ترین حالات کی تدوین ہو سکے۔ اور ایک ایسے زمانے میں جب فراہمی معلومات کے وسائل کم سے کم اور مشکلات زیادہ سے زیادہ تھیں۔ حدیث اور سیرت کے مواد کی فراہمی اور ان کی تنقید، دنیا بھر میں بیاگرافی اور تاریخ کے فن کا محیر العقول اور عقیدت اور محبت کا ناقابل یقین کارنامہ ہے"

(دائرہ معارف الاسلامیہ ۔ "سیرۃ")

سیرت طیبہ کے پیغام امن و عافیت" کی بات چھوڑیں۔ مکمل سیرت طیبہ ہی دراصل پیغام امن و عافیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

لقد منّ اللہ علی المؤمنین إذ بعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وإن کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کا احسان ہیں (سراپا احسان) جو امن و امان کی بحالی اور عافیت و سکون کے رواج کے لیے نفوس کا تزکیہ اور قلوب کی تطہیر فرماتے ہیں کہ امن و عافیت وقتی رسوم و رواج اور عارضی معاہدوں کی وجہ سے نہیں بلکہ افراد کے اذہان کے تصفیہ سے ہی ممکن نہیں۔ زندگیوں کی

تعمیر ور افراد کی ذہنی تربیت و اصلاح ہی اس کا ایسا ذریعہ ہے جو مکمل ضمانت دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاقوں کی ترقی کی بجائے فرد کی تربیت پر زور دیا کہ افراد کی اصلاح ہی علاقے اور سوسائٹی کی اصلاح و ترقی کا سبب ہے فرد کی تربیت میں بھی اصل توجہ قلب پر رکھی اور فرمایا ۔ خبردار! جسد انسانی میں ایک معمولی لوتھڑا ہے جو صحیح ہوگا تو اعمالِ صالحہ کا سبب ہوگا ۔ اور اگر (بدقسمتی سے) یہ صحیح نہ ہوا تو کیا کرایا تباہی کا پیش خیمہ ہوگا ۔

آپ کی تمام تر تعلیمات اور حیات مبارکہ اسی کام کے لئے تھی فرمایا ۔ انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ۔ کہ میں تو مکارم اخلاق کے اتمام کے لئے آیا ہوں ۔ یعنی آپ کے مقاصد بعثت اصلاح اور اخلاق حسنہ کی تعلیم ہے ۔ اور بتایا کہ اچھا اخلاق، عمدہ صفات ہی ایمان کو مکمل کرتی ہیں اکمل المومنین ایمانًا احسنہم خلقا ۔۔۔۔ آپ نے پوری امت کو تعلیم دی کہ ہر ماہ کے آغاز میں خیر و فلاح کی دعا کیا کرے ۔ یعنی چاند دیکھتے ہی دعا مانگا کریں ۔ اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان والصلوٰۃ والسلام ۔ اسلام میں ہر کام مرضات اللہ کے حصول کے لئے کرنے کا حکم ہے جو رضائے الٰہی کے لئے نہ ہو وہ ریا کاری ہوتا ہے اس سے دنیا و آخرت کی ناکامی مقدر بن جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی رحمت و کرم کا حقدار اسے ٹھہرایا ہے جو اہلِ دنیا کے لئے رحم دل ہو فرمایا لایرحم اللہ من لا یرحم الناس ۔ ایک دوسری جگہ فرمایا الراحمون یرحمہم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم اللہ من فی السماء ۔ ایسے ہی فرمایا کل مسلم علی مسلم حرام دمہ و مالہ و عرضہ کہ مسلمان وہ ہے جس سے دوسروں کے مال و جان اور عزت و آبرو محفوظ رہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعتًا پیغامبر امن و عافیت تھے ۔ آپکی تمام زندگی نے مختلف درجوں اور قسموں میں بنی نوع انسان کو ہر حال میں اکائی فراہم کی ۔ ایک اللہ ایک دین اور ایک کعبے کی طرف بلایا ۔ آپ سے قبل امم تھیں آپ نے ان کو امت واحدہ بنایا ۔ ہر قسم کے فرق کو مٹایا اور عملاً کر دکھایا کہ امن و عافیت اکائی میں مضمر ہیں ۔ من و تو کی تقسیم میں نہیں اور من و تو کی تقسیم کا خاتمہ تبھی ممکن ہے جب ہر کام اپنی ذات کے لئے نہ ہو بلکہ ذاتِ برحق، معبود حقیقی کے لئے ہو ۔

موجودہ دور بھی امن و عافیت کا متقاضی ہے ۔ آج ہر طرف فتنہ و فساد کی حکمرانی ہے ۔ بلکتی انسانیت اور چیختی انسانیت اسی کے لئے دہائی دے رہی ہے ایسے دور میں امن و سکون اور

اور عافیت واطمینان کے حصول کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ سیرت طیبہ کو اپنا لیا جائے۔ لیکن یہ اپنانا صرف کانفرنسوں، جلسوں اور سیمینارز تک محدود نہ ہو اور نہ ہی محض تحریر و تقریر کے لئے جانا جائے۔ بلکہ اس کو عملاً نافذ کیا جائے اور سیرت طیبہ کے مطابق معاشرتی مسائل کو حل کیا جائے۔

اگر ایک طرف انصاف مہیا نہ کیا جائے، ضروریات زندگی پوری نہ کی جائیں، ظلم و زیادتی روا رکھی جائے۔ عوام و خاص کی تمیز ہو۔ امیر و غریب کی درجہ بندی ہو۔ قانونی طور پر مساوات نہ ہو دولت مند کے لئے سب کچھ جائز ہو اور مسکین کی زندگی تلخ بنا دی جائے رشوت کا دور دورہ ہو قتل او رغارت گری کی کھلی چھٹی ہو۔ وی۔ آئی۔ پی وغیرہ کے امتیازات ہوں۔ لیاقت و ذہانت کی جگہ سفارشیں چلتی ہوں۔ جانبداری کا بےجا استعمال ہو۔ عزتوں کی دھجیاں بکھرتی ہوں۔ سرعام شرفاء کی پگڑیاں اچھلتی ہوں۔ (جیسا کہ اس وقت پاکستان میں ہو رہا ہے .....) اور دوسری طرف صرف سیرت طیبہ کو محفلوں میں بیان تک محدود کر دیا جائے۔ تو امن و امان کی بحالی مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اور نہ ہی یہ کچھ (دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہے بلکہ یہ تو کھلم کھلا سیرت طیبہ کی توہین ہے کہ اچھا۔ بہترین اور وجہ خیر سمجھنے اور ماننے کے باوجود اسے دھتکارا جا رہا ہے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ بلاعمل سیرت طیبہ کا بیان کرنا کچھ احسان نہیں بلکہ ورفعنالک ذکرک کے دعویٔ الٰہی سے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ پوری کائنات سے کروا رہا ہے۔ کیا مسلم کیا غیر مسلم۔ کیا انسان اور کیا غیر انسان اشیاء و مخلوقات سیرت کا بیان کرنا۔ درحقیقت اپنانا ہے جو دنیا و آخرت کے لئے فائدہ مند ہے اور جس سے واقعتاً امن و عافیت میسر ہو گی انسانی معاشرہ کو سکون و اطمینان حاصل ہو گا اور ملک و قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو کر منزل مقصود کو پالے گی۔

(شفیق خان پسروری)

سیرت طیبہ کا موضوع اس قدر دلکش، حسین اور جاذب فکر و نظر ہے کہ جوں جوں انسان اس سدا بہار گلشن سے خوشہ چینی کرتا ہے توں توں اس کے سامنے گلہائے رنگا رنگ کھلتے چلے جاتے ہیں۔ بلا مبالغہ ہزاروں مصنفین نے مختلف زبانوں میں اس مقدس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے اس مضمون کے جاں نثاروں نے نہ جانے کس کس پہلو سے، کس کس عنوان پر اور کس کس انداز میں سیرت طیبہ کی خدمت کر کے کتابوں۔ مقالوں۔ اور مضامین کا ایسا گرانقدر ذخیرہ محفوظ کر